سولھواں اجلاس

سرکاری رپورٹ

بلوچستان صوبائی اسمبلی کی کارروائی

اجلاس منعقدہ 17 اکتوبر 1996ء بمطابق 3 جمادی الثانی 1417 ہجری

نمبر شمار	فہرست	صفحہ نمبر
۱۔	آغاز تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	۲
۲۔	رخصت کی درخواستیں	۳
۳۔	مشترکہ قرارداد نمبر ۹۹ کے بارے میں حکومت کا موقف۔ (قرارداد واپس لے لی گئی)	۴
۴۔	قرارداد نمبر ۹۴ منجانب میر ظہور حسین کھوسہ (قرارداد واپس لے لی گئی)	۶
۵۔	" " نمبر ۱۰۰ منجانب مسٹر ارجن داس بگٹی (منظور ہوئی)	۶
۶۔	" "نمبر ۱۰۱ منجانب سردار ستررام سنگھ (قرارداد واپس لی گئی)	۹
۷۔	مشترکہ قرارداد نمبر ۱۰۲ منجانب مولانا عبد الباری و مولانا عبد الواسع (نامنظور ہوئی)	۱۱
۸۔	مشترکہ قرارداد نمبر ۱۰۳ ظہور حسین کھوسہ نے پیش کی۔ (قرارداد واپس لے لی گئی)	۲۵
۹۔	مشترکہ قرارداد نمبر ۱۰۴ (منظور کی گئی)	۳۴
۱۰۔	مولانا عبد الباری صاحب نے قاعدہ نمبر ۱۸۰ کے تحت اپنی تحریک پیش کی۔	۳۶
۱۱۔	گورنر صاحب کا حکم نامہ	۳۸

جلد سولھواں

شمارہ ہشتم

(الف)

1- جناب اسپیکر ______ عبدالوحید بلوچ

2- جناب ڈپٹی اسپیکر ____ ارجن داس بگٹی

1- سیکریٹری اسمبلی ______ اختر حسین خاں

2 جوائنٹ سیکریٹری (قانون) ___ عبدالفتاح کھوسہ

(ب)
صوبائی کابینہ کے ارکان

۱۔	نواب ذوالفقار علی مگسی	پی بی ۲۶ جھل مگسی	وزیر اعلیٰ
۲۔	جام محمد یوسف	پی بی ۳۴ لسبیلہ	سینئر وزیر
۳۔	شیخ جعفر خان مندوخیل	پی بی ۱۴ ژوب	وزیر خزانہ
۴۔	میر عبدالنبی جمالی	پی بی ۲۰ جعفر آباد I	پبلک ہیلتھ انجینئرنگ
۵۔	ملک گل زمان کاسی	پی بی ۲ کوئٹہ II	وزیر ترقیات و منصوبہ بندی
۶۔	میر عبدالمجید بزنجو	پی بی ۳۲ آواران	وزیر لائیو اسٹاک
۷۔	ملک محمد شاہ مردانزئی	پی بی ۱۳ ژوب قلعہ سیف اللہ	حج و اوقاف زکوٰۃ
۸۔	ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ	پی بی ۳۷ تربت I	وزیر تعلیم
۹۔	مسٹر محمد ایوب بلیدی	پی بی ۳۸ تربت II	وزیر مال / ایکسائز
۱۰۔	مسٹر محمد اکرم بلوچ	پی بی ۳۹ تربت III	وزیر اطلاعات کھیل و ثقافت
۱۱۔	مسٹر کچکول علی بلوچ	پی بی ۳۶ پنجگور	وزیر ماہی گیری
۱۲۔	مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی	پی بی ۹ قلعہ عبداللہ II	وزیر آبپاشی و ترقیات
۱۳۔	ڈاکٹر کلیم اللہ	پی بی ۱ کوئٹہ I	ایس اینڈ جی اے ڈی و قانون
۱۴۔	مسٹر عبیداللہ بابت	پی بی ۱۱، لورالائی	وزیر جیل خانہ جات
۱۵۔	مسٹر عبدالقہار ودان	پی بی ۸، قلعہ عبداللہ I	وزیر جنگلات
۱۶۔	سردار ثناء اللہ زہری	پی بی ۳۰، خضدار I	وزیر بلدیات
۱۷۔	میر اسرار اللہ زہری	پی بی ۲۹ قلات	وزیر زراعت
۱۸۔	حاجی میر لشکری خان رئیسانی	پی بی ۲۴ بولان I	وزیر انڈسٹریز معدنیات
۱۹۔	نوابزادہ گزین خان مری	پی بی ۱۸ کوہلو	وزیر داخلہ
۲۰۔	نوابزادہ چنگیز خان مری	پی بی ۱۶ سبی	مواصلات و تعمیرات
۲۱۔	میر خان محمد خان جمالی	پی بی ۲۱ جعفر آباد II	وزیر خوراک
۲۲۔	سردار نواب خان ترین	پی بی ۱۷ سبی / زیارت	وزیر بیاڈواسا
۲۳۔	سردار محمد طاہر خان لونی	پی بی ۱۰ لورالائی I	وزیر صحت

۲۴۔	مسٹر طارق محمود کھیتران	پی بی ۱۲ بارکھان	وزیر خاندانی منصوبہ بندی
۲۵۔	مسٹر سعید احمد ہاشمی	پی بی ۳ کوئٹہ III	مشیر وزیر اعلیٰ
۲۶۔	ملک محمد سرور خان کاکڑ	پی بی ۷ پشین II	وزیر بے محکمہ
۲۷۔	عبدالوحید بلوچ	پی بی ۴ کوئٹہ IV	اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی
۲۸۔	ارجنداس بگٹی	ہندو اقلیت	ڈپٹی اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی

اراکین اسمبلی

۲۹۔	حاجی سخی دوست محمد	پی بی ۵ چاغی
۳۰۔	مولانا سید عبدالباری	پی بی ۶ پشین I
۳۱۔	مولانا عبدالواسع	پی بی ۱۵ قلعہ سیف اللہ
۳۲۔	نوابزادہ سلیم اکبر بگٹی	پی بی ۱۹ ڈیرہ بگٹی
۳۳۔	میر ظہور حسین خان کھوسہ	پی بی ۲۲ جعفر آباد / نصیر آباد
۳۴۔	مسٹر محمد صادق عمرانی	پی بی ۲۳ نصیر آباد
۳۵۔	سردار میر چاکر خان ڈومکی	پی بی ۲۵ بولان II
۳۶۔	نواب عبدالرحیم شاہوانی	پی بی ۲۷ مستونگ
۳۷۔	مولانا محمد عطاء اللہ	پی بی ۲۸ قلات / مستونگ
۳۸۔	مسٹر محمد اختر مینگل	پی بی ۳۱ خضدار II
۳۹۔	سردار محمد حسین	پی بی ۳۳ خاران
۴۰۔	سردار محمد صالح خان بھوتانی	پی بی ۳۵ لسبیلہ II
۴۱۔	سید شیر جان	پی بی ۴۰ گوادر
۴۲۔	مسٹر شوکت ناز مسیح	عیسائی
۴۳۔	مسٹر سترام سنگھ	سکھ پارسی

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

اجلاس مورخہ 17 اکتوبر 1996ء بمطابق 3 جمادی الثانی 1417 ہجری

(بروز جمعرات)

زیر صدارت جناب عبدالوحید بلوچ - اسپیکر

بوقت گیارہ بجکر چالیس منٹ (صبح) صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

از

مولانا عبدالمتین اخوندزادہ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ
عَلَیْهَا لَاتَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ
النَّاسِ لَایَعْلَمُوْنَ ٥ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ

ترجمہ : تم تو ایک خدا کے ہو کر اس کے دین کی طرف اپنا رخ کیے رہو۔ یہ خدا کی بنائی ہوئی سرشت ہے۔ جس پر خدا نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ خدا کی بنائی ہوئی بناوٹ میں ردوبدل نہیں ہو سکتا۔ یہی دین کا سیدھا راستہ ہے۔ مگر اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

صدق اللہ العلی العظیم

وقفہ سوالات

جناب اسپیکر : سردار محمد اختر مینگل کے سوالات ہیں کیونکہ محرک خود بھی موجود نہیں اور متعلقہ وزیر بھی اس لئے سوالات موخر کئے جاتے ہیں۔

رخصت کی درخواستیں

رخصت کی درخواست اگر کوئی ہے تو سیکریٹری اسمبلی پڑھیں۔

سیکریٹری اسمبلی (مسٹر اختر حسین خاں) :

مولانا عبدالواسع صاحب نے آج کے لئے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست کو منظور کیا جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : جناب عبداللہ جان بابت نے آج کے لئے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

سیکریٹری اسمبلی : سردار میر چاکر خان ڈومکی نے چند ناگزیر وجوہات کی بنا پر موجودہ اجلاس کی پوری مدت کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

زور دیا۔ ہمارے ملازمین کے ساتھ مذاکرات ہوئے اور یہ اسٹیٹ الاؤنس جو 1972ء سے موخر کیا گیا تھا اسے بحال کردیا ہے۔ شکریہ۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب اس میں میں وضاحت چاہوں گا کہ سات اضلاع کا جو سردار اختر مینگل صاحب کے قابل تحسین کوششوں سے جو منظور ہوا ہے تو اس میں تیرہ اضلاع کا ہوا ہے تو چھ کون سے ہیں یا باقی کون سے نہیں تو اگر اس کی تھوڑی سی وضاحت ہوجائے لیکن سات کے لئے کوشش کی گئی پھر چھ مزید شامل کئے گئے اگر باقی نہیں ہوئے ہیں تو کون سے ضلع نہیں ہوئے ہیں۔

نواب ذوالفقار علی مگسی (قائد ایوان) : آپ اگلے اسمبلی میں پھر سوال پوچھئے اس کا جواب دیدیں گے آپ کو۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : سوال نہیں ویسے میں وضاحت چاہوں گا تاکہ معلوم ہوسکے اسمبلی کے فلور پر۔

سیکریٹری اسمبلی : سردار محمد صالح بھوتانی صاحب نے آج کے لئے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(درخواست منظور ہوئی)

سیکریٹری اسمبلی : سردار نواب خان ترین صاحب نے آج کے لئے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

سیکریٹری اسمبلی : ملک گل زمان خان کاسی صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا پر آج کے لئے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور ہوئی)

مشترکہ قرارداد نمبر99 منجانب سردار محمد اختر مینگل مولانا عبدالباری مولانا محمد عطاء اللہ مولانا عبدالواسع و سردار سترام سنگھ بابت قلات اسٹیٹ الاؤنس جو کہ مورخہ 10 اکتوبر 1996ء کے اجلاس میں پیش ہوئی تھی اور ایوان کے فیصلے کے تحت مورخہ 17 اکتوبر 1996ء تک موخر کی گئی تھی۔ اس قرارداد کے بارے میں حکومت اپنا موقف بیان کرے۔

نواب ذوالفقار علی مگسی (قائد ایوان) : جناب اسپیکر جیسے کہ معزز ممبران صاحبان کو اس بات کا علم ہے قلات اسٹیٹ الاؤنس جو 1972ء کو اس وقت کی حکومت نے اسٹیٹ الاؤنس کو ختم کیا تھا اور اس کے بعد اس سال ہمارے سات اضلاع کے ملازمین نے Strike کی اور اس الاؤنس کو بحال کرنے کے لئے حکومت پر

زور دیا۔ ہمارے ملازمین کے ساتھ مذاکرات ہوئے اور یہ اسٹیٹ الاؤنس جو 1972ء سے موخر کیا گیا تھا اسے بحال کردیا ہے۔ شکریہ۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب اس میں میں وضاحت چاہوں گا کہ سات اضلاع کا جو سردار اختر مینگل صاحب کے قابل تحسین کوششوں سے جو منظور ہوا ہے تو اس میں تیرہ اضلاع کا ہوا ہے تو چھ کون سے ہیں یا باقی کون سے نہیں تو اگر اس کی تھوڑی سی وضاحت ہوجائے لیکن سات کے لئے کوشش کی گئی پھر چھ مزید شامل کئے گئے اگر باقی نہیں ہوئے ہیں تو کون سے ضلع نہیں ہوئے ہیں۔

نواب ذوالفقار علی مگسی (قائد ایوان) : آپ اگلے اسمبلی میں پھر سوال پوچھئے اس کا جواب دیدیں گے آپ کو۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : سوال نہیں ویسے میں وضاحت چاہوں گا تاکہ معلوم ہوسکے اسمبلی کے فلور پر۔

جناب اسپیکر : آپ اس کے لئے سوال بھیج دیں اگلے اجلاس میں بالکل آپ کو وضاحت کردیں گے۔

کیا محرکین حکومت کا موقف سننے کے بعد مطمئن ہیں؟

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر صاحب میں تو اسی قرارداد کا محرک ہوں اور میں نے تحریک پیش کی ہے میں حکومتی ارکان کا اور خاص کر وزیر اعلیٰ صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے ملازمین کا جو جائز حق تھا وہ دلا دیا باقی جو نکتہ وضاحت پر انہوں نے وضاحت طلب کی ہے یہ تو اسمبلی رولز کا ایک نکتہ ہے ضابطہ ہے کہ جو وضاحت کوئی طلب کرتا ہے تو اس کو وضاحت کرنے دیں باقی آپ نے فیصلہ کردیا کہ سوال کرکے پھر جواب ملیں گے اگر کوئی ایسی بات تھی تو پھر ہم سوال کے ذریعے سے کریں گے میں تو حکومت کا اور خاص کر نواب صاحب کا مشکور ہوں۔

جناب اسپیکر : یعنی آپ لوگ اپنی قرارداد واپس لیتے ہیں۔

قرارداد واپس لے لی گئی۔

جناب اسپیکر : میر ظہور حسین خان کھوسہ قرارداد نمبر 94 پیش کریں۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب اسپیکر صاحب اس طرح کی قرارداد پہلے بھی گزشتہ سال میں نے پیش کی تھی تو یہ قرارداد میں نے کافی پہلے دو تین مہینے پہلے جمع کرائی تھی تو اس دوران میں صحبت پور کا گرڈ اسٹیشن محکمہ نے کوشش کرکے اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور اس کو مکمل کرلیا ہے تقریبا بجلی کا مسئلہ حل ہوگیا اس لئے میں اس قرارداد کو واپس لیتا ہوں۔

جناب اسپیکر : شکریہ محرک نے اپنی قرارداد واپس لے لی ہے۔

نواب ذوالفقار علی مگسی : (قائد ایوان) جناب اسپیکر صاحب اگر آپ کی اجازت ہو ظہور کھوسہ صاحب نے محکمے کی تو تعریف کی ہے ہماری تعریف نہیں کی جنہوں نے محنت کرکے لگوا کے دیا ان کو۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب اسپیکر اگر دیتے تو ہم ضرور کرتے کہ جعفر آباد بھی اس میں شامل ہے نصیر آباد بھی اس میں شامل ہے وہ ہمارا حلقہ ہے تو آپ نے بتایا نہیں ہم بھرپور طریقے سے آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں آپ کا بھی اور اپنے منسٹر عبدالحمید خان اچکزئی صاحب کا بھی میں مشکور ہوں کہ انہوں نے بھی کوشش کی اور گرڈ اسٹیشن قائم کروادیا۔

جناب اسپیکر : محرک نے اپنی قرارداد واپس لے لی۔

جناب اسپیکر : مسٹر ارجن داس بگٹی قرارداد نمبر 100 پیش کریں۔

(3) قرارداد نمبر 100 منجانب مسٹر ارجن داس بگٹی

مسٹر ارجن داس بگٹی : یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ بلوچستان میں اقلیتی

برادری کی ایک کثیر تعداد صدیوں سے آباد ہے اور ہر شعبہ زندگی میں ان کے حقوق کا تحفظ کیا گیا ہے لیکن بولان میڈیکل کالج کے شعبہ بی ڈی ایس میں اقلیتی طلباء کے لئے کوئی نشست (Seat) مخصوص نہیں کی گئی ہے جبکہ صوبہ کے دیگر انسٹی ٹیوٹ مثلاً بلوچستان زرعی کالج اور انجینئرنگ کالج کی طرح بولان میڈیکل کالج میں بھی اقلیتی طلباء کے لئے جنرل مخصوص سیٹیں موجود ہیں مگر صرف بی ڈی ایس کے شعبے میں اقلیتی طلبا کے لئے مخصوص نشست نہ ہونے کی وجہ سے اقلیتی طلباء بی ڈی ایس کے شعبے میں داخلے سے محروم رہتے ہیں جو ایک طرف اقلیتی طلباء کے ساتھ ناانصافی کے مترادف ہے تو دوسری جانب صوبے کے مفاد کے منافی بھی ہے۔

لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ صوبہ کی مذکورہ بالا انسٹی ٹیوٹ میں اقلیتی طلباء کے لئے مخصوص سیٹوں کی طرح بولان میڈیکل کالج کے شعبہ بی ڈی ایس میں بھی صوبائی سطح پر اقلیتی طلباء کے لئے کم از کم دو یا تین نشستیں مخصوص کی جائیں۔

نواب ذوالفقار علی مگسی : (قائد ایوان) جناب اسپیکر ارجن داس صاحب کی قرارداد جو اقلیتوں کے لئے سیٹیں مانگ رہے ہیں شعبہ بی ڈی ایس میں یہ بھی اچھی قرارداد ہے اور میں سمجھتا ہوں کا یہ ان کا جائز حق بنتا ہے اقلیتوں کا اور ہم کوشش کریں گے کہ سیٹیں ان کو میرٹ کی بنیاد پر بی ڈی ایس میں ولائی جائیں۔

مسٹر ارجن داس بگٹی : جناب اسپیکر صاحب میں قائد ایوان کا مشکور ہوں کہ میری دلی جو خواہش تھی یا بلوچستان کی اقلیتوں کی ترجمانی کے لئے میں ان کے مفاد کے لئے جو قرارداد اس آگسٹ فورم میں پیش کی ہے تو چاہئے یہ تھا کہ میں اسپر کچھ مزید تفصیلاً بولتا آپ سے گزارش کروں گا آپ کے طفیل جناب محترم اسپیکر صاحب آپ کے طفیل کہ جناب قائد ایوان اگر اس قرارداد کو منظور کریں کیونکہ تمام جتنے انسٹی ٹیوٹ ہمارے بلوچستان میں معزز اسپیکر صاحب سب میں ریزرو سیٹیں موجود ہیں جس

طرح میرے کولیگ جو اقلیت سے متعلق ہیں جناب سترام سنگھ ڈوکی صاحب اور۔

جناب اسپیکر : ارجن داس صاحب قائد ایوان نے تو کہہ دیا۔

مسٹر ارجن داس بگٹی : جناب منظور نہیں قائد ایوان صاحب نے یہ فرمایا کہ ہم کوشش کریں گے۔

جناب اسپیکر : آپ وہ مجھ پر چھوڑیں کہ میں قرارداد پیش کردوں تب اس کی منظوری اور نامنظوری کی بات ہوگی انہوں نے تو اپنی یقین دہانی آپ کو کرادی ہے۔

مسٹر ارجن داس بگٹی : تو میں ان سے یہ استدعا کروں گا کہ وہ اقلیتوں کے لئے یقیناً اقلیتیں ان کے ضلع میں بھی رہ رہے ہیں یہ ایک اقلیتی نوازی کی بات بھی ہوگی اور پھر یہاں کی اعلیٰ روایات۔

جناب نواب ذوالفقار علی مگسی : (قائد ایوان) پوائنٹ آف کلیئر فکیشن مسٹر اسپیکر میرے خیال میں ارجن داس میری بات نہیں سمجھ رہا ہے میں نے یہ عرض کیا کہ آپ کے لئے اقلیتوں کے لئے سیٹیں ریزرو رکھیں گے لیکن اقلیتوں کو بھی میرٹ کی بنیاد پر دیں گے۔

مسٹر ارجن داس بگٹی : بالکل میرٹ کی بنیاد پر میں تو خود چاہتا ہوں جناب اسپیکر صاحب کہ میرٹ کی بنیاد پر لیکن بی ڈی ایس یعنی بلوچستان ڈینٹل سرجری میں۔

جناب اسپیکر : ہوگیا ہے بھئی ابھی آپ کیا پوچھ رہے ہیں اور کیا۔

ارجن داس بگٹی : تو اس قرارداد کو ایکسپٹ کریں تاکہ منظور ہوجائے۔

جناب اسپیکر : تو آپ بولنے دیں آپ بیٹھ جائیں سوال یہ ہے کہ قرارداد کو منظور کیا جائے؟

(قرارداد منظور کی گئی)

ارجن داس بگٹی : جناب اسپیکر میں آپ کی اجازت سے شکریہ کے چند الفاظ

پیش کردوں۔

جناب اسپیکر : جی آپ بیٹھ جائیں تشریف رکھیں سردار سترام سنگھ قرارداد نمبر 101 پیش کریں۔

سردار سترام سنگھ : قرارداد نمبر101

یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ بلوچستان میں اخباری صنعت کے ملازمین اور صحافیوں کے پنچے ویج بورڈ ایوارڈ پر عملدرآمد کرانے کے لئے ضروری اقدامات کرے اور سرکاری اشتہارات کے اجراء کو ویج بورڈ کے مکمل نفاذ کے ساتھ مشروط کرے اور جب تک اخبارات چھٹے ویج ایوارڈ پر عملدرآمد نہیں کرتے انہیں سرکاری اشتہارات جاری نہ کئے جائیں۔

جناب اسپیکر : قرارداد نمبر101 پیش ہوئی آپ یہ کہیں کہ مسئلہ کیا ہے۔

سردار سترام سنگھ : جناب اسپیکر چھٹے ویج بورڈ نے حکومت کو یہ سفارش کی ہوئی ہے کہ اخبارات ویج ایوارڈ پر عمل درآمد نہیں کرتے انہیں سرکاری اشتہارات جاری نہ کئے جائیں ویج بورڈ ملکی قانون کے تحت تشکیل دیا جاتا ہے چونکہ محنت سرکاری محکمہ ہے اس لئے ضروری ہے کہ بلوچستان کی صوبائی حکومت بھی ویج ایوارڈ پر عمل درآمد کے لئے اقدامات کرے چونکہ حکومت اشتہارات کے ذریعے اخبارات کو مالی وسائل مہیا کرتی ہے اگر اخبارات ملکی قوانین کا احترام نہ کریں تو وہ سرکاری اشتہارات حاصل کرنے کا حق نہیں رکھتے لہذا مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں یہ حکومت کا فرض بنتا ہے کہ وہ صوبے کے تمام اخبارات کو چھٹے ایوارڈ پر عمل درآمد کے لئے ضروری احکامات کریں۔

جناب اسپیکر : منسٹر فار انفارمیشن جی۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : وفاقی حکومت صحافیوں اور اخباری صنعت کے کارکنوں کی تنخواہوں اور مراعات پر نظر ثانی کے لئے ویج بورڈ کی تشکیل ہر چار

سال نیوز پیپر ایمپلائز کنڈیشن آف سروس ایکٹ 1973ء کے تحت کرتی ہے چھٹا ویج بورڈ اکتوبر 1995ء میں تشکیل دیا گیا جس میں صحافیوں اخباری کارکنوں اور اخباری ارکان کو برابر نمائندگی دی گئی جبکہ بورڈ کے سربراہ سپریم کورٹ کے جج جناب جسٹس ضیاء محمود مرزا سے بورڈ کے چیئرمین نے چھٹے ویج ایوارڈ کا اعلان 14 مارچ 1996ء کو کیا اور اس کا اطلاق یکم جولائی 1995ء سے کیا گیا چھٹے ویج بورڈ دیگر سفارشات کے علاوہ حکومت کو یہ سفارش بھی کی کہ جو اخبارات ویج ایوارڈ پر عمل درآمد نہیں کرتے انہیں سرکاری اشتہارات نہیں دیئے جائیں اور یہ فیصلہ جو ہے سپریم کورٹ کے ایک معزز جج جناب ضیاء محمود مرزا صاحب کی سرکردگی میں فیصلہ ہوا ہے باقی صوبوں نے بھی اس قرارداد کو منظور کی ہوئی ہے اور اس پر عمل بھی ہورہا ہے تو یہ قرارداد جسے میں اپنی پارٹی کی طرف سے اس کی بھرپور حمایت کرتا ہوں کہ اس پر بھی عمل درآمد کرایا جائے اور قرارداد کو منظور کیا جائے۔

جناب اسپیکر : مسٹر ارجن داس بگٹی

مسٹر ارجن داس بگٹی : جناب اسپیکر ہمارے ساتھی نے جو یہ ریزولیشن پیش کیا ہے میں اس کی مکمل حمایت کرتا ہوں اور آپ کے طفیل میں یہ کہوں گا یہ ان کا ایک ریلونٹ مسئلہ ہے۔

جناب اسپیکر : یہ تو ظہور صاحب نے آپ کے پارٹی ممبر نے کہہ دیا ہے۔

مسٹر ارجن داس بگٹی : جناب اسپیکر میں ایک اور پوائنٹ عرض کروں میں یہ گزارش کروں گا کہ بلوچستان کے لئے اخبارات کے جو انہوں نے خصوصی نرخ مقرر کر رکھے ہیں جن سے ہر سال کثیر آمدن ہوتی ہے درحقیقت یہ رقم وہ مالکان اخبار کو فراہم نہیں کرتی بلکہ اس کا مقصد ان کو اخبار سے وابستہ لوگوں کو بہتر مواقع بھی فراہم کرنا ہے لہٰذا میں توقع رکھوں گا کہ اس قرارداد کو منظور کیا جائے گا۔

جناب اسپیکر : قائد ایوان

قائد ایوان : جناب اسپیکر یہ مسئلہ ویج بورڈ کا کافی عرصے سے حکومت کے پاس آیا ہوا ہے اور میں نے منسٹر انفارمیشن کو ڈیپوٹ کیا ہوا ہے اخبارات کے جو مالکان ہیں اور ان کے جو رپورٹرز ہیں وہ اس مسئلے کو مل بیٹھ کر طے کریں۔ ابھی جو کیبنٹ میٹنگ ہونے والی ہے تو اس میں یہ معاملہ انفارمیشن منسٹری لے کر آئے گی اس ویج بورڈ کو کنسیڈر کرنے کے لئے میں اپوزیشن ممبران صاحبان کو کہوں گا کہ وہ اس قرارداد پر زور نہ دیں۔ کابینہ کی میٹنگ ہو جائے ہم کابینہ سے اس کو اپرو کرالیں گے۔

جناب اسپیکر : محرکین قائد ایوان نے یقین دہانی کرائی ہے آپ اپنی تحریک پر زور دیتے ہیں۔

جناب اسپیکر : قرارداد واپس لیتے ہیں۔

قرارداد واپس لے لی گئی۔

جناب اسپیکر : مشترکہ قرارداد نمبر 102 منجانب مولانا عبدالباری و عبدالواسع کوئی ایک محرک پیش کریں۔

5- مشترکہ قرارداد نمبر 102 منجانب مولانا عبدالباری و مولانا عبدالواسع

مولانا عبدالباری : یہ کہ پاکستان کے عوام کی اکثریت نہ صرف اردو لکھنا پڑھنا اور بولنا جانتی اور سمجھتی ہے بلکہ اردو کے مقابلے میں انگریزی جاننے والے لوگوں کی تعداد ایک فیصد سے بھی کم ہے۔ مزید یہ کہ دستور پاکستان کے آرٹیکل 251 (1) کے مطابق 14 اگست 1988ء تک سرکاری دفاتر عدالتوں، تعلیمی اداروں میں مقابلے کے امتحانات اور سرکاری گزٹ میں انگریزی کی جگہ اردو رائج ہو جانا چاہئے تھا۔ نیز قائد اعظم کے چار فرامین 1942ء اپریل 1946ء، 21 مارچ 1948ء اور 24 مارچ 1948ء کی رو سے بھی اردو کو پاکستان کی سرکاری زبان کی حیثیت ملنا چاہئے تھی لیکن ان تمام

حقائق کے باوجود پاکستان میں ابھی تک اردو نافذ نہیں ہو سکی ہے جس کی وجہ سے تعلیمی میدان میں ساٹھ فیصد سے زائد طلباء انگریزی امتحانات میں محض انگریزی پر عبور نہ رکھنے کی وجہ سے فیل ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح مقابلہ امتحانات میں انگریزی ذریعہ تعلیم اور اظہار گفتگو کے حامل افراد کی دو فیصدی اقلیت صرف انگریزی ذریعہ امتحان کی وجہ سے حکومت کی اعلیٰ آسامیوں پر 1947ء سے مسلسل اقتدار میں چلی آرہی ہے جو آئین 1973ء کے آرٹیکل 2 الف اور 3 کی رو و منشاء کے خلاف ہے جبکہ ہمارے مقابلے میں چین، روس، جاپان، جرمنی، فرانس، کوریا اور دیگر کئی ممالک نے سائنس انگریزی کے بجائے اپنی اپنی زبانوں میں پڑھنے کی وجہ سے ترقی کے تمام منازل پالئے ہیں۔

لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ آئین کے آرٹیکل نمبر251 کے مطابق اردو کو دفتری اور تعلیمی زبان قرار دینے کی صوبائی اور وفاقی سطح پر جلد از جلد اقدامات اٹھائے جائیں۔

جناب اسپیکر : قرارداد پیش ہوئی مولانا صاحب آپ تقریر کا شوق پورا کریں گے؟

مولانا عبدالباری : ویسے تو شوق ہے اگر سرکار اس کو منظور کرلیں تو ہم اپنا یہ شوق قربان کرسکتے ہیں۔

جناب اسپیکر : میرطارق محمود کھیتران

میرطارق محمود کھیتران : (وزیر) جناب والا میں اس قرارداد کی مخالفت کروں گا کہ حضور نے بھی کہا تھا کہ علم حاصل کرنے کے لئے چین بھی جانا پڑے تو جاؤ اور میں تو کہوں گا کہ انگریزی کی بجائے فرنچ اور دوسرے علوم بھی سیکھنے چاہئیں سائنس کی تمام ٹیکنالوجی وہ سب انگریزی میں ہے اردو میں نہیں ہے اردو نئی اور غیر ترقی یافتہ زبان ہے۔

جناب اسپیکر : عبدالحمید اچکزئی صاحب۔

مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی : (وزیر) جناب والا یہ بہت سنگین سوال ہے خصوصاً جہاں ہمارے یہ جو اقلیتی صوبے ہیں ہمیں خصوصاً دیکھنا ہے جہاں ایک سوشل ان جسٹس ہے کہ تعلیم کس زبان میں کی جائے دراصل بات یہ ہے جہاں تک بات تعلیم حاصل کرنے کا ہے بچوں کا سوال ہے اور پھر آگے جاکر یونیورسٹیوں تک تعلیم حاصل کرنے کا سوال ہے یہ متفقہ اور مصدقہ امر ہے ساری دنیا میں ماہرین تعلیم کا دانشوروں کا سب کا کہ تعلیم جو ہے وہ مادری زبان میں ہونی چاہئے کیونکہ خیال یہ کیا جاتا ہے کہ بچہ جب وہ پرائمری اسٹیج پر ہوتا ہے یا اس کے بعد مڈل اسٹیج پر آتا ہے وہ ایک چیز کو صحیح طریقے سے اس وقت تک Grasp نہیں کرسکتا جب تک اس کو اپنی مادری زبان میں اس کو نہ سمجھایا جائے تو جہاں تک قرارداد کا تعلق ہے قرارداد میں خود تضاد موجود ہے مولانا صاحب ایک طرف کہہ رہے ہیں اردو جو ہے ہماری قومی زبان ہے اور یہ اور وہ میں مولانا صاحب کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہوں گا کہ اردو اگر ہماری زبان ہے سارے پاکستان کی کمیونکیشن کی زبان ہے یا لین دین کی زبان ہے یا سب زبان ہے مگر ہم اس کو صحیح معنوں میں اردو زبان نہیں کہہ سکتے یہ ہماری قومی زبان نہیں ہے یہ مولانا کی قومی زبان نہیں ہے یہ پاکستان کی تو قومی زبان تو ہوسکتی ہے پاکستان کئی قوموں کا مجموعہ ہے اس سندھی ہے بلوچ ہے پنجابی ہے پشتون ہے جن کی اپنی اپنی زبانیں ہیں یہاں پر اگر ہماری قومی زبان اردو بنتی ہے تو اس کے ساتھ ساتھ ہمارے جتنے بھی لوکل زبانیں ہیں جو پشتو ہے بلوچی ہے سندھی ہے پنجابی ہے ان کو بھی قومی زبان قرار دیا جاسکتا ہے آپ کو یاد ہوگا جب بنگال اور پاکستان اکٹھے تھے اس وقت پاکستان میں بنگالی اور اردو دونوں قومی زبانیں تھیں اگر بنگالی یا اردو دونوں قومی زبانیں ہوسکتی ہیں تو پشتو بلوچی یا اردو قومی زبانیں نہیں ہوسکتی کیوں پھر آپ کے اپنے اس میں قرارداد میں یہ تضاد ہیں آپ خود کہہ رہے ہیں فرانس جرمنی چین وغیرہ اپنی اپنی زبانوں میں سائنسی علوم حاصل کرتے ہیں اور تعلیم حاصل کرتے ہیں تو یہ تو ہماری بات کی یہ تو

تصدیق ہوتی ہے جب تک تعلیم اپنی زبان میں نہ ہو مادری زبان میں نہ ہو اس وقت تک آپ صحیح طریقے پر تعلیم حاصل کرسکتے یہ سوال آپنے اس دن اسلامی مشاورتی کونسل میں بھی اٹھایا تھا اس دن بھی ہم نے اسی پر بحث کی تھی اور آپ کو یہ کہا تھا کہ ہمارا ایک لڑکا جب تعلیم حاصل کرتا ہے تو پہلے اس کو اردو سیکھنا پڑتی ہیں اس کے بعد پھر انگریزی کی باری آتی ہے پھر جب آپ کو مذہبی جوش آجاتا ہے تو آپ کہتے ہیں کہ عربی بھی ضروری ہے تو پھر آپ نے یہی بات کہی تھی کہ عربی بھی سیکھے انگریزی بھی سیکھے اردو بھی سیکھے تو جو ہمارے اسٹوڈنٹس ہیں وہ تو ساری عمر زبانیں ہی سیکھتے رہیں گے علم تو اپنی جگہ رہ گئی بس ہم لوگ زبانیں ہی سیکھتے رہیں تو پھر آپ کی قرارداد میں خود تضاد ہے اور آپ خود اس کی تصدیق کرتے ہیں یہ جن لوگوں نے ترقی کی ہے انہوں نے اپنی مادری زبان میں تعلیم حاصل کی ہے اس کی ہم پر زور حمایت کرتے ہیں کہ مادری زبان میں تعلیم دی جائے اگر حالات یہ نہیں ہیں یا ہم اس پوزیشن میں نہیں ہیں معاشی طور پر یا معاشرتی طور پر کہ ہم اپنی زبانوں میں تعلیم حاصل کرسکیں تو اس وقت تک ہم کو انتظار کرنا پڑے گا باقی جہاں تک اردو کا تعلق ہے اردو پاکستان کی کمیونکیشن کی زبان ہے اس کو مانتے ہیں اس لیول تک یہ قومی زبان ہے جیسا کہ کیتھران صاحب نے کہا کہ ابھی تک یہ فیصلہ بھی نہیں ہوا ہے کہ آیا سائنسی علوم اور دوسرے علوم اس کو انگریزی میں پڑھا جائے یا اردو میں پڑھا جائے۔

اس سوال کے متعلق پھر فیڈرل گورنمنٹ سے رجوع کیسے کریں؟ فیڈرل گورنمنٹ کو خود پتہ ہے جہاں تک تعلیمی ماحول کا تعلق ہے اس میں کیا کیا قباحتیں ہیں کیا چیزیں ہیں اس میں میرے خیال میں اس قرارداد کی ضرورت ہی نہیں ہے پھر آپ خود تسلیم کرتے ہیں کہ تعلیم مادر زبان میں ہونی چاہئے جیسے ان لوگوں نے اور ان ملکوں نے ترقی کی ہے تو میرے خیال میں ان حالات میں کوئی ضرورت ہی نہیں ہے اور نہ ضروری ہے کہ ہم فیڈرل گورنمنٹ کو کہیں کہ آپ اردو کو قومی زبان بنادیں وہ جانتے ہیں اس بات

کی اہمیت کو اور مولانا صاحب آپ نے بہت دیر سے ان کو یاد دہانی کرادی ہے وہ جانتے ہیں کہ اردو یہاں کی قومی زبان ہے اگر قومی زبان اردو ہے تو اس کے ساتھ پشتو بلوچی سندھی پنجابی یہ بھی قومی زبانیں ہیں تو ہم پھر جا کر اس لیول پر اپنی مادری زبان میں تعلیم حاصل کرسکیں گے۔ ہمارے لئے اردو اور انگریزی سب ایک ہے۔ آپ خود اپنے آپ کو دیکھیں کہ آپ نے کتنے سال اردو پڑھی ہے آپ اردو نہیں بول سکتے اور انگریزی تو کجا اپنے مدرسوں میں عربی کو لے لیجئے آپ اپنے مدرسوں میں عربی پڑھاتے ہیں جناب اسپیکر صاحب میرا تو واسطہ ہے ان ملاؤں سے ان سے جان نہیں چھڑا سکتے ہیں پچانوے فیصد ملا صرف نحو جس کو گرائمر کہا جاتا ہے۔ عربی کی پچانوے فیصد ملا صرف و نحو نہیں جانتے ہیں۔ 95 فیصد باوجود اس کے وہ 15-15 سال اور بیس بیس سال مدرسوں میں پڑھے ہیں وہ صرف اور نحو نہیں جانتے اور عربی میں گفتگو نہیں کرسکتے میں ایک دفعہ ٹور پر لبنان بیروت گیا ہوا تھا وہاں پر ہم نے دیکھا کہ ہمارے لڑکے جنہوں نے وہاں پانچ پانچ ماہ گزارے تھے وہ عربی روانی سے بول رہے تھے مگر یہاں ہمارے مدرسوں میں پندرہ بیس سال عربی پڑھائی جاتی ہے نہ صرف وہ نحو نہیں جانتے ہیں اور نہ وہ عربی میں گفتگو کرسکتے ہیں تو دوسری زبان کو اپنانا اور پڑھنا یہ تو غیر فطری ہے اور بڑی مشکل بات ہے نہ صرف یہ کہ آپ صرف علم پر عبور حاصل نہیں کرسکتے اور ہم پندرہ پندرہ بیس بیس سال پڑھے ہیں نہ ہم اردو اور نہ انگریزی بول سکتے ہیں نہ عربی جانتے ہیں ہماری اپنی زبان چونکہ ہے نہیں یہ فطری ہے اور اپنی زبان کا وجود نہیں ہے نہ دفتروں میں نہ اخباروں میں نہ سرکاری چیزوں میں نہ اس کا وجود ہے ہم اس سچویشن کو برداشت کر رہے ہیں مگر یہ ہمارے ساتھ جبر ہے میں یہ کہوں گا کہ یہ جبر ہے ان لوگوں کے ساتھ جن کو اپنی مادری زبان میں تعلیم نہیں دی جاتی ہے اور سب سے بڑی بات یہ اس اسمبلی کا فیصلہ ہے کہ کم سے کم پرائمری ایجوکیشن اپنی مادری زبان میں ہو ہم نے ابھی تک پرائمری ایجوکیشن جو ابھی تک یہاں نہیں ہے جس کو ضروری خیال کیا جاتا ہے کہ

پرائمری ایجوکیشن اپنی مادری زبان میں ہو یہ متفقہ رائے ہے انٹرنیشنل ورلڈ اور کہ پرائمری ایجوکیشن مادری زبان میں ہمارے ہاں ابھی تک پرائمری ایجوکیشن کا وجود مادری زبان میں جس کا وجود ابھی تک یہاں نہیں ہے یہ ہماری بدقسمتی ہے جو ہمارے ساتھ ہو رہا ہے یہ ہم پر اب نہ تھوپیں کہ یہ اردو ہے اور ہماری قومی زبان ہے اور یہ وہ ہے یہ اس معنی میں ہماری مادری زبان نہیں ہے نہ ہم اردو سیکھتے ہیں نہ عربی سیکھتے ہیں اور نہ ہم اپنے بچوں کے لئے یہ سفارش کرتے ہیں کہ ہمارے بچے ساری عمر زبانیں سیکھتے رہیں اور پھر آپ کی اس قرارداد میں خود تضاد ہے آپ کی اس قرارداد میں میں زیادہ وقت نہیں لوں گا اور صرف کہوں گا کہ اس قرارداد کی ضرورت نہیں ہے۔ اور نہ اس کی اہمیت ہے کہ ہم فیڈرل گورنمنٹ کو یہ یاد دلائیں کہ آپ اردو کو قومی زبان بنالیں۔ شاید اس سے آپ کوئی سیاسی فائدے کا کچھ سوچ رہے ہوں مگر یہ لوگ سب جانتے ہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر پوائنٹ آف آرڈر جناب آئین کا جو آرٹیکل ہے میں اس کی بھی وضاحت کرتا ہوں اور دوسری گزارش ہے خان صاحب کی جو گزارشات ہیں اس سے متعلق عرض کروں۔

میر عبدالنبی جمالی : (وزیر) جناب پینٹ پتلون کو کہتے ہیں اور پوائنٹ - پوائنٹ کو کہتے ہیں۔

مولانا عبدالباری : آپ اتنے کمزور ہیں آپ کو بھی اسمبلی بھیجا ہے۔

جناب پاکستان کے آئین کا آرٹیکل 251(1) ہے اس میں پاکستان کی جو قومی زبان ہے وہ اردو ہے اس آئین پر دستور پر سب ممبرز نے حلف بھی اٹھایا ہے اور اس کو یوم آغاز سے پندرہ برس کے اندر اندر سرکاری و دیگر اغراض کے لئے استعمال کیا جائے گا۔ دوسری شرط یہ ہے کہ انگریزی زبان اس وقت تک سرکاری اغراض کے لئے استعمال کی جاسکتی ہے جب تک اس کے استعمال کرنے کے انتظامات نہ ہو جائیں جناب

اسپیکر آج مجھے آپ ذرا چھوڑ دیں کیونکہ میں خود محرک ہوں اس قرار داد کا تو یہاں پر خان صاحب نے بھی پوری تقریر کی ہے حالانکہ میں خود محرک ہوں اس قرار داد کا جو 1973ء سے پاکستان کا آئین بنا ہے آج تک یا 1988ء سے 96ء تک کتنے سال گزر چکے ہیں مگر ابھی تک ہماری جو فائلیں ہیں دفتروں میں جن کو میں نے خود دیکھا ہے وہ انگریزی میں ہیں اور ہمارے جو ممبر ہیں بشمول خان صاحب وہ بہتر طریقے سے نہ انگریزی سمجھ سکتے ہیں اور نہ پڑھ سکتے ہیں۔ جناب اسپیکر جناب میں نے تو انگریزی نہیں پڑھی ہے صرف ایک چھوٹا سا قاعدہ پڑھا ہے وہ بھی ششم جماعت کا تو جناب اسپیکر ہم آپ کی سربراہی میں ایک کانفرنس میں جب گئے تھے تو ہمارے انگریزی خواندہ ممبر صاحبان جب کولمبو میں آل پارلیمنٹری کانفرنس ہو رہی تھی تو میں نے بار بار کوشش کی کہ ہمارے جو وزیر صاحبان تھے یا ممبر صاحبان تھے تو ان کو کہا گیا کہ آپ کی جو رائے ہے یا آپ کے ملک کی بات ہے وہ انگریزی میں کریں لیکن ممبر صاحبان جو بیس بیس سال بڑے بڑے اداروں میں پڑھے تھے وہ مایوس بیٹھے تھے آخر تک۔ ایک بات بھی نہیں کی انگریزی میں۔ جواب مل یہ رہا تھا کہ ہم اس طریقے سے انگریزی نہیں اس طریقے سے بول سکتے ہیں جس طرح سے برطانوی یا دوسرے سوئٹزرلینڈ والے یا دوسرے یا تیسرے ہیں آج بھی میں اپنے اس ایوان میں دوسرے ممبر صاحبان ہیں انگریزی خواندہ ہیں اس میں سے اکثر ایسے ہیں جو نہ انگریزی لکھ سکتے ہیں اور نہ پڑھ سکتے ہیں دوسری بات یہ کہ اردو کی ضرورت تو خان صاحب کو ابھی تک پاکستان کا جو آئین ہے اس کا پتہ نہیں ہے وہ اس لئے پاکستان کے آئین میں ترمیم شدہ لغات میں واضح طور پر موجود ہے 1992ء جو واضح آرٹیکل موجود ہے 251 میں اس میں واضح قرار دیا ہے پاکستان کی جو قومی زبان ہے وہ اردو قرار دیا ہے۔ باقی جو آپ کی علاقائی زبانیں ہیں وہ پشتو ہے پنجابی ہے سندھی ہے اس کا تو آئین میں ان زبانوں سے انکار نہیں کیا ہے بلکہ پرائمری ایجوکیشن اور تعلیم اپنی مادری زبانوں میں ہونی چاہئے۔ ہم باقاعدہ اس کی حمایت کرتے ہیں لیکن ہم نے جو

دلیل پیش کی ہے اور اس دن ہم میٹنگ میں بیٹھے تھے میں تھا جعفر خان تھا اور اسپیکر صاحب تھے ایک ڈاکٹر صاحب جو تھے ان کی تقریر جو تھی قابلیت دکھانے کے لئے انگریزی میں۔

جناب اسپیکر : کون سا ڈاکٹر؟

مولانا عبدالباری : یہ مناسب نہیں کہ آپ کو بتاؤں۔

مولانا عبدالباری صاحب : وہ مناسب نہیں ہے کہ میں آپ کو بتادوں ایک ڈاکٹر صاحب شاید آپ کو پتہ ہے کیونکہ اس دن آپ خود بیٹھے تھے جب بیٹھے تھے تو آپ کو پتہ ہونا چاہئے تو جناب اسپیکر بات یہ ہے کہ ہمارے لوگ ہمارے پاکستانی پاکستان کے اندر ایسے انداز میں انگریزی بولتے ہیں وہ میں نے محسوس کیا ہے ہمارے جو ممبر ہوتے ہیں افسروہ خود احساس کمتری میں مبتلا ہیں خود احساس محرومی میں مبتلا ہے ان کا نظریہ ان کا دماغ اس لئے بنا ہے کہ انگریزی کے بغیر ہمارے ترقی جو وہ نہیں ہے مطلب اور جب ہم ملک سے باہر جاتے ہیں برطانیہ میں یا امریکہ میں کوئی پروگرام کے لئے یا کسی دورے کے لئے تو وہ منہ کو ایسے کرکے اور احساس میں وہ انگریزی بھی نہیں بول سکتے تو جناب یہ آئین پاکستان کی دفعہ ہے اور میری گزارش یہ ہے کہ ہماری جو فائلیں ہیں یا سرکاری دفاتر کی کارروائی ہے اس کو جو ہے نہ اردو میں ہونی چاہئے جو پاکستان کا قومی زبان ہے اور یہ جو میں نے حوالہ دیا ہے فرانس کو یا چین کی وہاں کی جو زبانیں تھیں وہ علاقائی زبانیں نہیں تھیں جس طرح ہمارے ملک میں ایک علاقائی زبان جس طرح ہماری زبان پشتون ہے وہاں پر ہمارا علاقائی زبان پستو ہے اور آپ کی علاقائی زبان بلوچی ہے ایک ہے ملک کے سطح پر تو ہم بحیثیت ملک بھی ایک قوم ہیں۔

(مداخلت)

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر ہماری کسی سے سیاسی مخاصمت نہیں پھر ایسے لوگ جس کا عقل ایک انچ بھی نہیں اس سے تو میں سیاسی مخاصمت اپنا سیالی اچھا بھی

نہیں سمجھ سکتا ہوں تو جناب اسپیکر گزارش کا مقصد یہ ہے کہ میں آپ سے جو ہمارے افسر صاحبان ہے ہمارے ممبر صاحبان سب سے اچھا تعلیم یافتہ ہمارا نواب صاحب ہے اس سے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہم بحیثیت پاکستانی ایک قوم ہیں یا نہیں ہیں اور آئین نے جس قوم کا حوالہ دیا ہے وہ پاکستانی قوم ہے ہم بحیثیت پاکستانی چاہے پنجابی ہو پٹھان ہو سندھی ہو جو بھی ہے بحیثیت پاکستانی ہم ایک قوم ہیں اور بحیثیت پاکستانی یا بحیثیت ایک قوم ہماری زبان اردو ہونا چاہئے اور اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ ہمارے اکثر ممبر صاحبان ابھی تک نہ انگریزی بول سکتے ہیں نہ سمجھ سکتے ہیں اتنا ماشاء اللہ ایک دو تین ہے تر تالیس تو جناب اسپیکر۔

(مداخلت)

جناب اسپیکر گزشتہ بجٹ سیشن میں آپ کی سربراہی میں میٹنگ ہو رہی تھی میں نے ایک سوال کیا تھا کہ میں انگریزی خوانوں سے ایک سوال کرتا ہوں کہ بجٹ لفظ کس زبان کی اصطلاح ہے کسی نے جواب نہیں دیا کہ بجٹ کس زبان کا لفظ ہے جو بجٹ لفظ ہے اور آج خان صاحب جو تقریر کر رہا ہے کہ ہم اردو نہ سمجھ سکتے ہیں نہ بول سکتے ہیں تو میں اسکو چیلنج کرتا ہوں آپ مجھے یہ بتادیں کہ اردو لفظ گرائمر کے حوالے سے مذکر ہے یا مونث اگر آپ نے یہ بتادیا تو واقعی طور پر نہ میں اردو سمجھ سکتا ہوں نہ پڑھ سکتا ہوں تو جناب اسپیکر صاحب گزارش کا مقصد یہ تھا کہ ہمارا جو قرارداد کا ایسے ممبر مخالفت نہیں کر سکتا جس ممبر نے اس آئین پر اور اس دستور پر حلف اٹھایا اور حلف بھی آپ نے دیا ہے تو جناب اسپیکر یہ قرارداد جو ہے اس حوالے سے اور پھر میں نے قائد اعظم محمد علی جناح پتہ نہیں آج بدقسمتی سے کوئی مسلم لیگی نظر نہیں آرہا ہے قائد اعظم کا بھی میں نے حوالہ دیا ہے دو تین ان کی تعلیمی کانفرنس ہو رہی ہیں آئین اور دستور کا بھی میں نے حوالہ دیا ہے۔

میر عبدالنبی جمالی : (وزیر) جناب والا میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں

کیونکہ اردو ہماری قومی زبان ہے اس کو اتنا ترقی یافتہ بنایا جائے۔ سائنس میں میڈیکل میں ارتھمیٹکس میں اور دوسرے مضامین میں اسے پورا عبور حاصل ہو اس وقت تک انگریزی چلتی رہے گی۔ میرے پاس ایک استاد آیا بچے اس کے ساتھ تھے وہ آپس میں انگریزی بولنے لگے۔ میرے نوکروں نے کہا دیکھئے سائیں اتنے چھوٹے بچے انگریزی بول رہے ہیں۔ بھئی ان کی تو مادری زبان ہے۔ مولانا صاحب کہتے ہیں کہ ہم انگریزی نہیں جانتے ہیں اگلا سیشن صرف انگریزی میں رکھ لو۔ مولوی صاحب کو بھی پتہ چل جائے گا دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوجائے گا۔

مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی : (وزیر) جناب اسپیکر صاحب اگر آپ کچھ ٹائم مجھے دیں اس دن جب ہماری اسلامی نظریاتی کونسل کی میٹنگ ہو رہی تھی جس کے مولانا صاحب چیئرمین ہیں اور میں ممبر ہوں اس میں میں نے مادری زبان کا ایک قصہ سنایا تھا اور اب ایوان میں بھی پیش کرتا ہوں۔ پطرس بخاری علامہ اقبال کے ہمعصر تھے اور لاہور میں فارسی کے مشہور پروفیسر تھے میں یہ قصہ دوبارہ اس لئے پیش کررہا ہوں کہ مولانا صاحب شاید اس دن اس کی اہمیت کو نہیں سمجھے۔ تو پطرس بخاری علامہ اقبال اور ان کے کچھ ساتھی دورہ پر ایران گئے ہوئے تھے پطرس بخاری تقریبا" 25 پچیس تیس سالوں سے لاہور گورنمنٹ کالج میں پڑھا رہے تھے۔ ان کا ایک گروپ ہوتا تھا علامہ اقبال پطرس بخاری اور اس میں دوسرے لوگ بھی شامل تھے۔ یہ لوگ ایران گئے ہوئے تھے۔ ان کا گزر ایک گاؤں سے ہوا۔ ایک مکان میں گئے جب وہ مکان میں گئے تو ایک دیگچہ آگ پر چڑھایا ہوا تھا۔ وہ دیگچہ جوش کھارہا تھا۔ اور اس کا پانی ابل رہا تھا اور ساتھ ہی گر رہا تھا۔ میں نے یہ کسی جگہ پڑھا تھا۔ پطرس بخاری کہتے ہیں میں نے جو تیس سال جو علم پڑھا تھا اسے اکٹھا کیا اس سچوایشن کے لئے کہ اسے فارسی میں کیسے ایکسپلین کروں۔ یہ دیگچہ جوش کھارہا ہے اور اس کا پانی گر رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اسے بیان نہیں کرسکا تیس سال فارسی پڑھانے کے بعد وہ کہتے ہیں کہ پانچ چھ

سال کی چھوٹی بچی وہاں کمرے سے نکلی اور اس نے ماں کو آواز دی مادر مادر دیگ سر کروہ کہتے ہیں کہ مجھے اتنی سی بات کا نہیں پتہ تو مولانا صاحب مادری زبان یہ ہوتی ہے دیگ سرکردہ پطرس بخاری نے کسی کتاب میں نہیں پڑھا تھا۔ جہاں تک مولانا صاحب آپ کا تعلق ہے ہم یہ کہتے ہیں یہ بات میں نے ہاؤس کے سامنے اور آپ کے سامنے کہی ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ اردو کی جگہ انگریزی ہو آپ خوامخواہ اس پر زور دے رہے ہیں کہ ہم انگریزی زیادہ جانتے ہیں یا کم جانتے ہیں بات انگریزی کی نہیں ہے اور نہ ہم نے کبھی یہ کہا ہے ہم نے یہ کہا ہے کہ تعلیم جو ہے وہ مادری زبان میں ہونی چاہئے اور یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ پشتو بلوچی سندھی اور پنجابی میں تعلیم حاصل نہیں کر رہے ہیں ہم نے یہ کہا تھا ہم نے انگریزی کی کبھی سفارش نہیں کی تھی اور پھر اس کے ساتھ ساتھ اردو جو ہے آئین جس کا آپ حوالہ دے رہے ہیں۔ آئین بھی یہ کہتا ہے کہ بیشک آپ اس وقت تک اردو میں پڑھائیں جب تک آپ پشتو بلوچی سندھی یا پنجابی زبانوں کو اس لیول تک لے آتے ہیں جہاں پر ہم اعلیٰ تعلیم اپنی مادری زبان میں حاصل کر سکیں تو اس وقت تک ہمیں کسی نہ کسی زبان میں پڑھنا ہوگا۔ وہ اردو ہوگی یا انگریزی ہوگی یا کوئی اور زبان ہوگی۔ ہمارے سارے پاکستان میں جو مادری زبانیں ہیں ان میں جس زبان نے ترقی کی ہے وہ سندھی زبان ہے جس نے ترقی کی ہے سندھ والے کافی آگے بڑھے ہوئے ہیں مگر شاید سندھی میں بھی اعلیٰ تعلیم نہیں دی جاتی ہے تو ہم یہ کہتے ہیں کہ جب تک ہماری مادری زبانیں اس لیول تک نہیں آجاتی ہیں ہم اپنی مادری زبان میں تعلیم حاصل کریں اس وقت تک اردو قومی زبان ہے۔ پھر میں نے آپ کو قومی زبان کی مثال بھی دی ہے۔ پاکستان کی دو قومی زبانیں تھیں اردو بھی تھی اور بنگالی بھی تھی۔ اگر اردو اور بنگالی دو قومی زبانیں ہوسکتی ہیں۔ تو پھر اردو پشتو اور بلوچی قومی زبانیں کیوں نہیں ہوسکتی ہیں۔ ہم نے یہ کہا تھا آپ بات سمجھنے کی کوشش کریں خواہ مخواہ آئین دانی کا رعب نہ ڈالیں ہم پر شکریہ۔

جناب اسپیکر : کچکول صاحب

مسٹر کچکول علی بلوچ : (وزیر) جناب والا جیسا کہ مولانا صاحب نے آئین کے حوالے دیئے ہیں اور بتایا ہے کہ یہ مسئلہ آئینی ہے اس سے ہم بالکل اتفاق کرتے ہیں کہ آئین میں اس کا تذکرہ ہے اور وہاں یہ بھی تحریر کیا گیا ہے کہ اتنے وقت تک اس پر عملدرآمد نہ ہونا چاہئے یہ قصور کس کا ہے اور کیوں نہیں ہوا ہے اس برصغیر پاکستان میں پہلے برطانیہ کا راج رہا ہے۔

جناب اسپیکر : یہ پاکستان ہے یہاں ایک برطانیہ کی حکومت رہی ہے راج رہا ہے۔ اگر ہم لوگ دیکھ لیں اگر دیہات میں کوئی آدمی اردو بول سکتا ہے وہ فخر کرے گا میں تو نیم دیہاتی اور نیم شہری ہوں۔ اگر میں برتری کے لئے انگریزی بولوں تو میں یہ کہوں گا کہ ہم احساس کمتری کے شکار ہیں نہ اردو ہم لوگوں کی نادری زبان ہے اور نہ انگریزی ہم یورپ کو دیکھ لیں تو یورپ کی اتنی جو رسٹرکشن ہوگی پھر ان کی اپنی زبان ہے یونان کی اپنی زبان ہے جرمن کی اپنی زبان ہے۔ لیکن ہم لوگوں سے انگریز چلے گئے اور انہوں نے ہمیں جو نیٹ ورک دیا تھا جو ان کی لیگسی ہے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس سے ہمیں ابھی تک چھٹکارا حاصل نہیں ہوا ہے میں زیادہ وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا ہوں میرے خیال میں اگر وہ اچھے لوگ تھے کہ وہ کہتے تھے کہ فارسی پڑھو تیل بیچو۔ اگر فارسی کو دیکھ لیں تو فارسی کا لٹریچر تو آپ سے زیادہ رچ ہے۔ آپ نے فارسی کو یہاں سے کیوں اڑا دیا۔ اور ہم یہ دیکھ لیں کہ قوم کی جو تعریف ہے وہ کیا ہے یہ تو ٹھیک ہے کہ پاکستان ایک قوم ہے اور جس کی زبان ہم بول رہے ہیں ہم ان کو مہاجر کہہ رہے ہیں دیکھیں اس میں اتنا تضاد ہے وہ پاکستانی نہیں ہے۔

جناب اسپیکر : یہ مسئلہ درپیش نہیں ہے مسئلہ انگریزی اور اردو کا ہے۔

مسٹر کچکول علی بلوچ : جناب میں اس طرف آجاؤں گا کہ اردو مہاجروں کی زبان ہے اور ایک قوم کی زبان ہے قوم ایک قوم کی کلچر ہوتی ہے جتنے مفکر ہیں اگر آپ

انہیں پڑھیں۔ ان میں لینڈ زبان اور کلچر اس میں ساری چیزیں آئیں گی اور پاکستان میں ہم لوگ جس کی زبان بول رہے ہیں وہ مہاجر ہے اور ہم آپس میں لڑ رہے ہیں اور ہم اس الجھن میں نہ آجائیں اگر یہ کہتے ہیں کہ اردو کریں یا کوئی اور کریں میں اس وقت وزیر اعلیٰ صاحب سے ایک درخواست کروں گا ایک تو بلوچستان میں بلوچی پشتو اور براہوی جو زبان ہے یہاں انگریزی میں تعلیم دی جا رہی ہے خدا کے لئے اس پر عمل درآمد ہو جائے۔ ہمیں جو جرات ہو اس سے بیورو کریٹ جو ڈرا رہے ہیں اس سے کیسے چھٹکارا کرلیں اردو ہم لوگوں کا مسئلہ نہیں ہے اردو ہو چاہے انگریزی ہو۔ پہلے ہم سفید لوگوں کے غلام تھے اب کالے کے غلام ہیں۔ لیکن یہ جو مادری زبان ہے اس کی جو ہماری جو رسڈکشن ہے سی ایم صاحب نے اس سلسلے میں کہا بھی ہے۔ مگر اس پر ابھی تک عمل درآمد بھی نہیں ہو رہا ہے۔ ہمارے ایک آفیسر نے جب کہا کہ میں اس کو یہاں رائج کروں گا۔ اس کو ہٹا دیا گیا کہ آپ یہاں تو لوکل زبانوں کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں جو مسئلے ہمارے جیورسڈکشن کے ہیں۔ جو ہماری ذمہ داریاں ہیں ہم ان کو پورا کریں۔ اگر ہم اس قرارداد کو پاس کریں۔ تو بھی عمل ہو گا میں سی ایم صاحب سے درخواست کروں گا کہ آج جو پہلے سے آرڈر انہوں نے اشو کئے ہیں۔ یہاں کی زبانوں کے لئے اس پر عمل کیا جائے اور اردو یا انگریزی یہ تو ہماری زبان ہی نہیں ہے۔ اور ہمیں زبان سے نفرت بھی نہیں کرنا چاہئے یہ میننز آف کیمونی کیشن ہے جو بھی سہولت ہو ہمیں حاصل کرنی چاہئے۔

جناب اسپیکر : میر ظہور حسین خان کھوسہ۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب والا میں اس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتا ہوں۔ یہ کہ ہم صوبہ بلوچستان دوسرے صوبوں سے تعلیم کے لحاظ سے زیادہ تر پسماندہ ہیں۔ ہمارے اسکولوں میں تعلیم کی اتنی سہولیات نہیں ہیں کہ وہ انگریزی کو اچھی طرح پڑھیں۔ آگے چل کر میٹرک کے بعد وہ انگریزی کو سمجھ نہیں پاتے ہیں۔

سائنس کو الجبرا کو دوسرے ممالک انہوں نے اپنی ہی زبان سے قومی ترقی پائی اور آگے بڑھے ہیں۔ اس وقت ہماری بلوچی زبان بھی ضروری ہے پشتو زبان بھی ضروری ہے لیکن اس وقت ہماری بلوچی زبان بھی ضروری ہے اردو ہمارے اس سارے ملک میں بولی جاتی ہے اور سمجھی جاتی ہے۔ تو ہم چاہیں گے کہ عدالت میں دفاتر میں بالخصوص ہماری جو تعلیمی ادارے ہیں اس میں اردو کو اوپر تک لایا جائے۔ سائنس کی تعلیم الجبرا کی تعلیم ہو انگریزی صرف سیکھنے کی حد تک ہو۔ اس کو سیکھا جائے۔ اس وجہ سے ہمارے بچے آگے جاکر پیچھے رہ جاتے ہیں دوسرے صوبوں کے بچوں کا مقابلہ نہیں کرسکتے ہیں۔ سی ایس ایس میں دوسرے صوبوں کے طالب علم نکل جاتے ہیں۔ دوسرے صوبے کے ڈی ایم جی بھی بن جاتے ہیں سی ایس ایس بھی کرلیتے ہیں لیکن ہمارے نوجوان رہ جاتے ہیں میں اس کی بھرپور حمایت کرتا ہوں کہ یہ دفاتر میں بھی اور عدالت میں بھی ہو۔

جناب اسپیکر : اور مدرسوں میں بھی جہاں عربی اور فارسی پڑھائی جاتی ہے۔ اس کو اردو میں کیا جائے؟ حکومت نے کہا ہے کہ جب تک وسائل نہ ہوں انگریزی سرکاری زبان ہوگی۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : عربی بھی جو پڑھنا چاہے پڑھے فارسی کی میں حمایت نہیں کروں گا البتہ مادری زبانیں پڑھائیں جائیں۔ اس کو ڈیلے کیا ہے۔ قصور حکومت کا ہے ہم چاہتے ہیں کہ اس قرارداد کو منظور کیا جائے۔

نواب ذوالفقار علی مگسی : (قائدایوان) جناب میں ایک پوائنٹ آف کلیر فکیشن ظہور صاحب سے چاہتا ہوں۔ انہوں نے جو حمایت کی ہے انہوں نے کیا اپنے پارٹی کے چیف سے پوچھ کر حمایت کی ہے یا نہیں۔ مجھے یاد ہے کہ انہوں نے تو کافی عرصہ اردو بولنا چھوڑ دی تھی۔ اس کی اگر وہ وضاحت کرلیں۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : جناب چیف منسٹر نے کل بھی اس طرح کی

بات کی تھی میرے لیڈر نے واک آؤٹ کیا تھا۔ کل میری پارٹی کے ارکان نے واک آؤٹ کیا میں موجود رہا۔ اگر نواب صاحب نے یہ کیا تھا تو اردو کے خلاف نہیں کیا تھا کسی اور مقصد کے لئے کیا تھا۔ میں اس کی پرزور تائید کرتا ہوں کہ نواب صاحب اردو کے خلاف نہیں۔ پہلے کوئی مسئلہ ہوا ہوگا۔ وہ خلاف نہیں تھے۔

قائد ایوان : کھوسہ صاحب نے اپنی پارٹی کے چیف سے پوچھ کر حمایت کی ہے میں صرف یہ کہہ رہا ہوں۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : یہ اچھی بات ہے میرا خیال ہے کہ میں ان سے پوچھ کر بولوں۔

جناب اسپیکر : اب اس قرارداد پر کافی بحث ہوگئی ہے۔ آیا اس قرارداد کو منظور کیا جائے۔

(قرارداد نامنظور ہوئی)

جناب اسپیکر : مشترکہ قرارداد نمبر 103 منجانب حاجی سخی دوست محمد ارجن داس بگٹی۔ سردار سترام سنگھ۔ وغیرہ میر ظہور حسین خان کھوسہ پیش کریں۔

(قرارداد نامنظور ہوئی)

میر ظہور حسین خان کھوسہ :

مشترکہ قرارداد نمبر103 منجانب میر ظہور حسین کھوسہ حاجی سخی دوست جان نوتیزئی' سردار سترام سنگھ ڈوکی ارجن داس بگٹی

یہ کہ ضلع چاغی کے عوام کا ذریعہ معاش زمینداری اور مالداری پر ہے یہ ساری مالداری اور زمینداری کا دارومداران لاکھوں ایکڑ اراضیات واقع نوشکی ڈاک تاسب تحصیل چاغی ساٹھ میل لمبے اور پچاس میل چوڑے علاقے پر محیط ہے۔ ان اراضیات

کی آبادی کا دارومدار بورنالے کے سیلابی پانی پر ہے جو یہاں کے لاکھوں ایکڑ اراضیات کو سیراب کرتا ہے۔ جہاں گندم' زیرہ' پالیزات' سورج مکھی اور جواری کاشت کی جاتی ہے۔ اگر برج عزیز خان ڈیم تعمیر کی گئی تو تمام زرعی اراضیات بنجر ہو کر رہ جائیں گے۔ اور یہاں کے لاکھوں باشندے فاقہ کشی پر مجبور ہو جائیں گے۔

علاوہ ازیں زنگی ناوڑ جھیل جو کہ ایشیا میں ایک مشہور شکار گاہ کی حیثیت رکھتا ہے اسی سیلابی پانی کی وجہ سے سال بھر پانی سے بھرا رہتا ہے جہاں دنیا کے ناپید پرندے سال بھر پائے جاتے ہیں اور جہاں پاکستان کے مشہور شخصیات شکار کھیلنے آتے رہتے ہیں۔ اس ڈیم کی تعمیر سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہوگا۔ افسوس تو اس بات کی ہے کہ صوبائی سطح پر ماحولیات کا ایک محکمہ بھی قائم ہے جس نے از خود کبھی گوارا نہیں کیا کہ وہ برج عزیز خان ڈیم کی تعمیر سے ماحولیات پر اثر انداز ہونے کے نتائج سے حکومت کو آگاہ کرتا کہ اس ڈیم کی تعمیر سے کس قدر بڑی ماحولیاتی تباہی پیش آسکتی ہے۔ لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سفارش کرتا ہے کہ وہ برج عزیز خان ڈیم کے منصوبے کو منسوخ کرے تاکہ ضلع چاغی کے عوام کو جنہیں صدیوں سے بورنالے کے توسط سے قدرتی پانی میسر ہے کو اس نعمت سے محروم نہ کیا جائے۔

جناب اسپیکر : قرارداد پیش ہوئی کوئی معزز رکن منسٹر پاور اینڈ اریگیشن؟

مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی : (وزیر) جناب اسپیکر معزز اراکین اسمبلی میرے خیال برج عزیز خان ڈیم کی Concept کو صحیح طریقے سے نہیں سمجھا گیا ہے بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ برج عزیز خان ڈیم جب بنے گا۔ تو یہ ٹوٹل پانی کو اسٹاپ کرے گا اور وہاں سے کوئی پانی آگے نہیں جائے گا۔ پہلے تو اس کے Concept میں یہ بات ہے ہی نہیں کہ جیسے کہ ہمارے حزب اختلاف کے اراکین کی طرف سے یہ بات آئی ہے۔ کہ وہاں پر لاکھوں ایکڑ اراضی غیر آباد ہو جائے گی ایسی بات نہیں ہے یہ بات اگر میں اس طریقے سے کہوں کہ یہ بات افغانستان کی طرف سے آنی چاہئے تھی کیونکہ یہ

پانی جب برج عزیز خان سے جاتا ہے تو پہلے یہ افغانستان کے اندر داخل ہوتا ہے شاید اس ہاؤس میں بہت سے لوگوں کو یہ پتہ نہ ہو کہ یہ پانی پہلے افغانستان جاتا ہے شوراوک کے علاقے سے ہو کر واپس پھر نوشکی میں آتا ہے اور زنگی ناوڑ جاتا ہے جہاں تک پرندوں اور شکار کا تعلق ہے وہاں پر یہ پانی جاکر کے ویسٹ ہوجاتا ہے آپ اس کو یہ اثاثہ نہ سمجھیں کہ وہاں پر چونکہ پرندے ہیں شکار ہے یہ ہے وہ ہے اور اس سے ہماری قومی انڈسٹری بن رہی ہے ایسی کوئی بات نہیں دراصل یہ پانی جاکر وہاں پر تقریبا دس پندرہ میل کے ایریا میں کھڑا رہتا ہے اور وہاں پر یہ نمکین پانی بن جاتا ہے اور قابل استعمال نہیں رہتا ہے افغانستان کی حد تک یہ پانی صاف رہتا ہے میٹا رہتا ہے وہاں پر شوراوک کے علاقے میں صدیوں سے لوگ اس پر کاشت کرتے رہے ہیں اب تو افغانستان میں گڑبڑ ہے وہاں کی حکومت کی اور حالت ہے مگر ایک وقت ایسا آئے گا کہ یہ سرے ورق کا جھگڑا ہے اور سرے ورق پہلے یہ ہمیں برج عزیز خان پر میسر ہے اور پھر اس کے بعد افغانستان کو یہ حق شوراوک کے علاقے میں حاصل ہے اس کے بعد یہ پانی جاکر کے چاغی چلا جاتا ہے تو میں حزب اختلاف کے ساتھیوں سے کوشش کروں گا۔ کہ وہ اس قرارداد پر زور نہ ڈالیں دراصل یہ Concept اس لئے Develop ہوا تھا کہ کوئٹہ میں پانی کی شدید ضرورت ہے اور کوئٹہ شہر کو پانی سپلائی کرنے کے لئے یہاں پر ابھی ہمارے ٹیوب ویل اوپن سرفیس وغیرہ پر جہاں ہم شہر کو پینے کا صاف پانی مہیا کررہے ہیں وہ بہت تیزی سے نیچے گر رہا ہے دس فٹ پندرہ فٹ کے حساب سے یہ پانی سالانہ نیچے جارہا ہے اور ماہرین کی یہ رائے ہے کہ کوئٹہ کے لئے شاید آئندہ دس بارہ سال کے لئے آپ کے پاس پانی نہ ہو اور اگر آپ کسی الٹرنیٹو کا نہیں سوچا تو کوئٹہ کی پوزیشن گویا دس یا پندرہ سال کے بعد لوگ پانی کے مسئلے سے دوچار ہوں گے اور پتہ نہیں کوئٹہ شہر کے ساتھ کیا ہوگا یہ ٹیکنیکل اور ماہرین کی رائے ہیں تو اب اس سجوئیشن کو ذرا Improve کرنے کے لئے یہ منصوبہ بنایا جارہا ہے برج عزیز خان ڈیم

کا مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس سے نوشکی کی کوئی زمینیں غیر آباد نہیں ہوں گی اور نہ یہ برج عزیز خان ڈیم کا جو Concept ہے یہ سوفیصد پانی کو روک سکے گا تو کوئٹہ کا کام بھی ہو سکتا ہے اس میں اور آگے نوشکی والوں کو اس میں شکایت نہیں ہوگی میرے خیال میں میں اپنے ساتھیوں سے درخواست کروں گا کہ وہ اس قرارداد پر زور نہ دے۔ اس سے نہ ان کا نقصان ہے نہ ہمارا کیونکہ کوئٹہ شہر کے لئے یہ منصوبہ بنایا جارہا ہے کیونکہ اگر ممکن ہوسکا چونکہ یہ ٹیکنیکلی بڑا پیچیدہ منصوبہ ہے۔ برج عزیز خان نیچے ہے اور کوئٹہ شہر اوپر ہے اب اس کو ہم نے پندرہ بیس میل اس پانی کو پمپنگ کے ذریعے کوئٹہ لانا ہوگا۔ یہاں پھر کسی اونچے پہاڑ پر لے جانا ہوگا اور گریویٹی سے یہ پانی کوئٹہ شہر تک لانا ہوگا تو ساری چیزیں اگر ٹیکنیکی فیزa یبل ہوا تو میرے خیال میں اس میں کسی کا نقصان نہیں ہوگا۔ لہٰذا میں یہ سمجھوں گا کہ اس قرارداد پر زور نہیں دینا چاہیئے۔

میر عبدالنبی جمالی : (وزیر) اس میں میری گزارش ہے کہ ان کی قرارداد جائز ہے جہاں تک کہ نوشکی کے لوگوں کا تعلق ہے وہ بھی ہمارے بھائی ہیں یہاں کے لوگ بھی ہمارے بھائی ہیں تو میں کہتا ہوں کہ ان کے ساتھ میٹنگ کرکے ٹیکنیکل لوگوں کو بٹھا کرکے دوستوں پر سارا واضح کردیا جائے تاکہ وہ بھی مطمئن ہوں اور اس منصوبے کو جس طریقے سے مل بیٹھ کر کے ہم دوسرے مسائل کو حل کرتے ہیں اس کو بھی اس طریقے سے حل کیا جائے دوسری گزارش میری وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ ہے اور اس ہاؤس سے کہ کوئٹہ کے لئے مہربانی کرکے یہ سوچے کہ آئندہ جتنی بھی یہاں پاپولیشن بڑھتی جائے گی پانی کی کمی ہوتی رہے گی کیونکہ میں بھی پانی سے بھی ڈیل کرتا ہوں یہاں بھی ہمیں کسی حد تک پاپولیشن کو آئندہ کے لئے روکنا پڑے گا اگر ہم نہیں روکیں گے یہ پاپولیشن جب انتہا کو پہنچ جائے گی تو آپ چاہے کہیں سے بھی وہ کریں یا تو پھر دریا سے پانی پمپ کرکے یہاں لے آئے اور کوئی صورت نہیں ہوگی تو اس بات پر بھی ہمیں سوچنا پڑے گا کہ جتنی دیہی آبادی ہے بڑھتی ہوئی کوئٹہ میں آرہی ہے اس کو بھی کنٹرول کرنے

کے لئے ایک منصوبہ بندی ہونی چاہئے تاکہ ہم ان کو پانی فیڈ کر سکیں اتنے لوگوں کو فیڈ کر سکیں جتنا کہ ہمارے پاس کیپسٹی ہو اور یہ آپس میں بیٹھ کر خان صاحب بھی بیٹھ کر ان کو مطمئن کر دیں کیونکہ یہ ایسا مسئلہ نہیں ہے کیونکہ اسی پانی پر ان کا دارومدار ہے چاہئے وہ افغانستان سے پھر کے آتا ہے یہی جیسے ہم ہندوستان سے پانی لے رہے ہیں ہمارے جھگڑے چل رہے ہیں تو اس کی بجائے کہ ہم آپس میں ان باتوں پر جو ہے وہ کرے مل بیٹھ کر کے اس کو جو ہے خوش اسلوبی سے واضح کر دیں کہ بھائی ہمارا کیا منصوبہ ہے کس طریقے سے کیسا ہوگا کیسے نہیں ہوگا تو میری گزارش یہ ہے اور یہی گزارش وزیر اعلیٰ صاحب سے ہے کہ اپنے ایکسپورٹس مہربانی کر کے بٹھائے اور آئندہ مستقبل کے لئے کوئٹہ کے لئے جو ہے ہمیں سوچنا پڑے گا کہ اتنی پاپولیشن اتنی نہ بڑھ جائے کہ پانی کل ختم ہو جائے شکریہ جناب۔

جناب اسپیکر : کوئی اور معزز رکن کچکول علی صاحب۔

مسٹر کچکول علی بلوچ : (وزیر) جناب اسپیکر صاحب جیسا کہ جمالی صاحب نے فرمایا تھا میرے خیال میں ہم یہ دیکھ لیں اس اسکیم کی نوعیت کو کوئٹہ بلوچستان کا Capital ہے دوسری طرف اس ڈسٹرکٹ کو دیکھ لیں وہ ایک زرعی علاقہ ہے جیسا کہ اس نے فرمایا تھا ایک ٹیکنیکل کمیٹی Constitute کیا جائے کمیٹی اس میں ہمارے اریگیشن کا منسٹر ہو چونکہ سیکریٹری خود بھی نوشکی سے تعلق رکھتا ہے اور ٹیکنیکل چیزوں کو جانتا ہے وہ دیکھ لیں واقعی یہ خدشات جو یہ اظہار کر رہے ہیں وہ ہے اس کے جو خدشات ہے اس پر وہ رپورٹ دیں تاکہ اس پر وہ کر لیں میرے خیال میں ایسے بڑے بڑے اسکیموں کو سبوتاژ کرنا میرے خیال میں بلوچستان کے مفاد میں نہیں کہ صرف ہم لوگ لبرل انداز میں سوچ لیں کہ اسکیموں کو ڈراف کیا جائے جیسا کہ ہم لوگوں کا زرعی کالج تھا ایک بڑا اسکیم تھا میرے خیال میں ہم لوگوں نے جو بھی جھک کیا بلوچستان کے لئے بڑا نقصان ہوا اسی طرح میرے خیال میں اس کو ایک ٹیکنیکل کمیٹی کے سپرد کیا

جائے اور جو اریگیشن کا ہمارا سیکریٹری اعظم بلوچ صاحب وہ خود نوشکی کا ہے وہ اپنے ویوز دیں اس پر مہربانی سر۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ : چونکہ ہمارے صوبہ بلوچستان میں بنسبت باقی صوبوں کے برساتیں نہ ہونے کے برابر ہیں واحد یہی ایک راستہ ہے جو بور کے نالے کے ذریعے ہمارے نوشکی کے وسیع علاقے کو جو ہے پانی اسی راستے سے ملتا ہے اور یہی ایک واحد ذریعہ ہے جس سے زراعت بھی ہوتی ہے اور پھر وہاں کے ٹیوب ویلیں بھی چلتی ہیں اگر اس کو بند کردیا گیا تو وہاں سے لاکھوں لوگوں کی نقل مکانی ہوگی زراعت ختم ہوجائے گا اور جہاں تک کوئٹہ کا مسئلہ ہے آپ کی بات صحیح ہے یہاں بھی مسئلہ ہے تو اس کے لئے دوسرے طریقے بھی ہیں جس طرح کہ اسرائیل میں وہاں پر آسان طریقہ انہوں نے نکالا ہے کہ پہاڑوں کے اردگرد انہوں نے خندقیں بنائی ہیں جو برسات ہوتی ہے وہ پانی اس کے اندر جمع ہوتا ہے وہ بہہ کر نہیں جاتا ہے وہ جذب ہوتا رہتا ہے اور وہاں کا پانی مینٹین ہوتا رہتا ہے تو اس طرح کے پروگرام کوئٹہ شہر کے لئے بنائیں لیکن ایسا نہ ہو کہ ایک علاقے کو برباد کیا جائے وہ بھی بلوچستان کا حصہ ہے اور اسی کوئٹہ کا حصہ ہے تو میں اس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتا ہوں اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ بھی ہماری مدد کریں گے اور کوئٹہ شہر کے لئے کوئی دوسرے راستے نکال لیں گے بور کی صورت میں سرنج کی صورت میں جو پانی اندر ہے وہ ڈالا جائے یا اور طریقے ہیں لیکن یہ پھر ایک نزدیکی ضلع کے ساتھ بڑی زیادتی ہوگی جو وہاں کا زراعت تباہ ہوجائے گا لوگ وہاں سے نقل مکان ہوجائیں گے۔

میر عبدالنبی جمالی (وزیر) : کہ یہاں پر دس بارہ ٹیوب ویلز کے لوگ آئے ہیں میرے پاس اور انہوں نے کہا ہے کہ جی یہ ٹیوب ویلز گورنمنٹ آف بلوچستان خریدیں وہ مین کیس تیار کررہا ہوں انشاء اللہ میں وزیر اعلیٰ صاحب کو پیش کروں گا اور کافی حد تک جو ہے ہم اس مسئلے کو اچھے طریقے سے ڈیل کریں گے۔

مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی : (وزیر) جناب اسپیکر صاحب میں نے ایک نکتہ کی جس کا ظہور کھوسہ صاحب نے ذکر کیا ہے کہ ہم نوشکی کا پانی کٹ آپ کرنا چاہتے ہیں اور وہ علاقہ بنجر ہو جائے گا ایسی نہ کسی کی نیت ہے اور نہ ایسا کوئی ارادہ ہے ایسا کرنے کا۔

جناب اسپیکر : خان صاحب کتنے سال تک برج عزیز خان ڈیم کوئٹہ کو پانی سپلائی کر سکتا ہے کتنے سال تک ان کو سپلائی کر سکتا ہے برج عزیز خان ڈیم۔

مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی : جی یہ موجودہ کوئٹہ کا جو پانی ہے۔

جناب اسپیکر : نہیں نہیں برج عزیز خان ڈیم بننے کے بعد۔

مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی : نہیں تو ان ڈیفینٹلی ہوگا برج عزیز خان کا پانی جو ہے سارے ہمارے گلستان چمن اس کا کیچمنٹ ایریا ہے اس کا سارا پانی برج عزیز خان میں آتا ہے برشور اور توبہ کاکڑی تک جتنا بھی علاقہ ہے اس کا سارا پانی برج عزیز خان میں آتا ہے۔

جناب اسپیکر : نہیں پانی میں کہہ رہا ہوں۔

مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی : کوئٹہ کا سارا پانی برج عزیز خان میں جاتا ہے کوئٹہ کا جتنا کیچمنٹ ایریا ہے اور اس سے جو فلگوز وغیرہ نکلتے ہیں وہ سارا برج عزیز خان میں جاتا ہے تو یہ جو یہی سرکل ہے یہ بہت وسیع ہے میرا پوائنٹ دراصل کہنے کا یہ تھا۔

جناب اسپیکر : میں نے ایک سوال پوچھا ہے آپ سے کہ کتنے سالوں تک برج عزیز خان ڈیم سے کوئٹہ کی ضرورتیں پوری کی جا سکتی ہیں اور اس کا سیلٹ اپ ریشو کیا ہوگا؟

مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی : میرا تو یہ خیال ہے اگر اس پر صحیح ٹیکنالوجی

ہو اور صحیح طریقے سے یہ پروجیکٹ پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے اور اگر یہ پانی انہوں نے جیسے میں نے پہلے عرض کیا گریوٹی پوائنٹ تک پہنچائیں پھر وہاں سے پانی گریوٹی یہ کوئٹہ لے آئیں اگر یہ ٹیکنیکلی اس پر خرچ میرے خیال میں بہت زبردست خرچ آئے گا اس پر میرے خیال میں تین چار ارب اندازہ ہے کہ اس پروجیکٹ کا شاید خرچ ہو یہ تو پھر ان ڈیفینٹلی یہ چونکہ بارش کے پانی کا یہ ڈیم بنایا جا رہا ہے۔

جناب اسپیکر : میرے سوال کا آپ جواب دیں آپ منسٹر اریگیشن ہیں پاور ہیں آپ میرے سوال کا جواب دے دیں کہ کتنے سال تک کوئٹہ کی ضرورت کو برج عزیز خان ڈیم (Save) کرے گا اور اس کا سیلٹ اپ ریشو کیا ہے؟

مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی : ہمیشہ کے لئے کیونکہ وہ فلڈ پانی کا بنے گا نہیں مطلب یہاں پر یہ ہے کہ وہ پتہ نہیں میں سوال سمجھ نہیں رہا ہوں یا کیا ہے۔

نواب ذوالفقار علی مگسی : (قائد ایوان) جناب اسپیکر آپ کا سوال جو ہے وہ اہمیت رکھتا ہے کہ آپ برج عزیز خان ڈیم بنانے کے بعد کتنا عرصہ کوئٹہ کو پانی سپلائی کرے گا میں نے جو معلومات برج عزیز خان ڈیم کے بارے میں کی ہیں لائف ٹائم پچاس سے ساٹھ سال سے زیادہ نہیں ہے اس وقت تک یہ ڈیم سیلٹ اپ ہو جائے گا سب سے پہلے میں اس چیز کی وضاحت کروں اسمبلی کے فلور پر کہ نہ اس وقت ہمارے پاس برج عزیز خان ڈیم بنانے کے لئے رقم ہے نہ کسی ڈونر ایجنسی نے اس پروجیکٹ کو ٹیک اپ بھی کیا ہے ابھی تک اس کا کنسپٹ بنایا گیا ہے اور اس کی فیزیبلٹی اسٹڈی کرانے کی کوشش کی جا رہی ہے اور یہ پھر ڈاکومنٹ جب تیار ہوں گے تو ہمیں کوئی فورا اسسٹینس چاہئے ہوگی اس ڈیم کو بنانے کے لئے تو میرے خیال میں جو خدشات ہیں آپ ہمارے چند ممبر صاحبان کے کہ ڈیم بن جائے گا اور چاغی کا پانی بند ہو جائے گا ابھی ڈیم پتہ نہیں کب بنتا ہے اس کا نہ تو مجھے علم ہے کیونکہ اس کے لئے وسائل موجود ہے ہی نہیں ہمارے پاس ہم نے یہ کنسپٹ بنایا ہے کہ کوئٹہ کو پانی سپلائی کرنے کے لئے

واحد سورس اس وقت جو سب سے سستا پڑتا ہے وہ برج عزیز خان ڈیم ہی ہے دوسرا Alternative کہ پانی ہم پٹ فیڈر کینال سے پمپ کریں یہاں پر اس کی کاسٹ تو شاید بلوچستان بیچ دیں پھر بھی ہم پوری نہیں کرسکتے اس قرارداد میں ذکر کیا گیا کہ جی لاکھوں ایکڑ اراضی چاغی کی غیر آباد ہوجائے گی میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر آج سے چند سال بعد دس سال بعد بارہ سال بعد اگر یہ ڈیم بنا تو اس کی اسٹڈی ایسی کرائی جائے گی کہ کسی کو نقصان نہ پہنچائیں کوئٹہ کا مسئلہ بھی حل کرائیں اور چاغی کے اراضیات غیر آباد نہ کرائیں جہاں تک بند خوش دل خان کا معاملہ ہے اس میں ذکر کیا گیا ہے کہ وہاں پر شکار ہوتا ہے اور ایک جھیل ہے زنگی ناوڑ کی تو زنگی ناوڑ کی جھیل کی اہمیت تو میں بھی بہت رکھتا ہوں کیونکہ مجھے بھی بہت شکار کا شوق ہے اور اگر میں خالی شکار کے شوق کی وجہ سے اس قرارداد کی حمایت کروں تو وہ بھی مناسب نہیں ہے ہر ایک کا شوق ہے یہاں پر دس بارہ لاکھ آبادی کی فکر ہے اور اس کی فیزبلیٹی میں یقین دلاتا ہوں کہ ہم چاغی کی اراضیات کی ضرور خیال رکھیں گے اس ڈیم کے بنانے سے پہلے۔

(شکریہ جناب)

جناب اسپیکر : حاجی سخی دوست محمد

حاجی سخی دوست محمد : جناب اسپیکر صاحب (بلوچی تقریر کا ترجمہ) جناب والا یہ مسئلہ میرے علاقے سے زیادہ متعلق ہے یہ برج نالہ ہمارے علاقے میں ہے اور اس کی وہاں کافی آبپاشی کے لئے اہمیت ہے۔ جیسا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے کہا ہے کہ اس کی اہمیت کافی ہے۔ اور اس کا زیادہ پانی افغانستان کی طرف چلا جاتا ہے۔ اگر اس کو بند کیا گیا تو یہ چاغی کے عوام کے ساتھ بے حد زیادتی ہوگی۔ پہلے ان کا کوئی بندوبست کیا جائے ان کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ نوشکی کے عوام کے لئے پریشانی نہ ہو۔

جناب اسپیکر : یہی تو قائد ایوان نے کہا ہے کہ نوشکی کے عوام کو اعتماد میں ہی لے کر بنایا جائے۔

حاجی سخی دوست محمد : (بلوچی تقریر کا اردو ترجمہ)

جناب والا اس کا زیادہ تعلق چاغی کے عوام سے بھی ہے۔ چاغی کے عوام بھی پانی کی قلت سے دوچار ہے۔ چاغی اور نوشکی کے عوام کا اس پر کافی دارومدار ہے۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ وہاں آئیں دیکھیں اور وہاں کے عوام کو اعتماد میں لے کر بنائیں۔ جناب نوشکی اور وہاں کے عوام پریشان ہیں۔ لہٰذا مہربانی کرکے ہمدردی سے اس پر غور کریں۔

جناب اسپیکر : وزیر اعلیٰ صاحب نے کہا ہے کہ چاغی کے عوام کے نوشکی کے عوام کے حالات کو دیکھ کر بنایا جائے گا۔ جیسا کہ قائد ایوان نے یقین دہانی کرائی ہے کہ فی الحال تو ان کے پاس وسائل اور پیسے نہیں ہیں جب وہ بنائیں گے۔ نوشکی کے عوام کو اور نمائندے کو اعتماد میں لے کر بنائیں گے۔

حاجی سخی دوست محمد : اگر وہ اعتماد میں لے کر بنائیں گے تو ہم ان کے بے حد مشکور ہوں گے۔

جناب اسپیکر : محرک اپنی قرارداد واپس لیتے ہیں؟

(قرارداد واپس لے لی گئی)

سردار سترام سنگھ :

مشترکہ قرارداد نمبر104 منجانب حاجی سخی دوست جان نوتیزئی ارجن داس بگٹی' میر ظہور حسین خان کھوسہ اور سردار سترام سنگھ ڈومکی

یہ کہ صوبہ بلوچستان کی واحد سینڈک پروجیکٹ چینی' فرانسیسی اور جرمنی کے ماہرین کی سالہا سال جدوجہد اور تکنیکی کاوشوں کے علاوہ تقریباً 17 ارب روپے کی

لاگت سے سال 95-1994ء میں مکمل ہوکر باقاعدہ کام شروع کیا ہے اسی طرح اس پروجیکٹ کی سالانہ پیداوار 16000 ہزار ٹن تانبا 2 ٹن سونا اور ڈھائی ٹن چاندی تیار کرنے کی صلاحیت ہے صرف چالیس دن کے اندر بیس کروڑ روپے زر مبادلہ کی صورت میں وصول ہوئے۔ ایک جانب یہ پروجیکٹ ملکی سطح پر ملک کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے دوسری جانب ان سب حقائق کے باوجود اب اس پروجیکٹ کو سازش کے طور پر بند کیا جارہا ہے جس سے نہ صرف ملکی معیشت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچنے کا احتمال ہے بلکہ ہزاروں کی تعداد میں ملازمین بے روزگار ہونے کے ساتھ ساتھ اس پروجیکٹ کی انتہائی قیمتی جدید مشینری کی تباہی بھی ایک فطری عمل ہے۔

لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ ملکی مفادات کے پیش نظر اس پروجیکٹ کو بند نہ کرے بلکہ اسے بحال کرنے کے لئے دو ارب روپے کا فنڈ مہیا کرے تاکہ یہ پروجیکٹ ملکی معیشت میں اپنی فعال کردار ادا کرسکے اور ہزاروں ملازمین کو بے روزگار ہونے سے بچایا جاسکے۔

جناب اسپیکر : کوئی اور معزز رکن اگر اس پر تقریر کرنا چاہے۔

نواب ذوالفقار علی مگسی : (قائد ایوان) جناب اسپیکر یہ مسئلہ جو ہے سینڈک کا بہت اہمیت رکھتا ہے کیونکہ اس کے اوپر تقریباً وفاقی حکومت نے چودہ ارب روپے خرچ کئے اور چودہ ارب روپے خرچ کرنے کے بعد اسے چلایا نہیں جارہا میرے پاس ایک نوٹ آیا تھا ہیڈ ٹو دی پرائم منسٹر کا مسٹر وی اے جعفری صاحب کا جس میں اس نے سفارش کی ہے پرائم منسٹر کو کہ سینڈک کا پروجیکٹ ایک سفید ہاتھی ہے اسے نہ چلایا جائے مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے ہمارے جو اسلام آباد میں اتنے بڑے ماہرین بیٹھے ہیں پلاننگ ڈیپارٹمنٹ میں فنانس ڈیپارٹمنٹ میں اور میں یہ الفاظ زور دے کر کہوں گا کہ کہنا تو نہیں چاہئے اسمبلی فلور پر بڑے افسوس ہے کہ وہ لوگ بڑے بے وقوف لوگ ہیں چودہ ارب روپے خرچ کرنے کے بعد کہتے ہیں یہ سفید ہاتھی ہے اسے نہ

چلایا جائے تو اگر یہ سفید ہاتھی تھا تو اسے بنایا کیوں گیا اور اگر یہ پیسہ اس صوبے میں ایریگیشن پر ایگریکلچر پر لگتا تو آپ اندازہ لگاتے کہ کتنی ترقی اس صوبے کی ہوتی میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں اور وفاقی حکومت پر زور رکھتا ہوں کہ جلد از جلد یہ رقم دے تاکہ یہ منصوبہ اپنا کام شروع کرے شکریہ جناب اسپیکر۔

(قرارداد منظور کی گئی)

جناب اسپیکر : مولانا عبدالباری صاحب قاعدہ نمبر180 کے تحت اپنی تحریک پیش کریں۔

(2) تحریک زیر قاعدہ نمبر180 منجانب مولانا عبدالباری بابت از سرنو تشکیل مجالس ہائے اسمبلی

مولانا عبدالباری : یہ کہ بلوچستان صوبائی اسمبلی کی موجودہ مجالس قائمہ و دیگر مجالس جو تشکیل دی گئی ہیں ان کی کارکردگی بوجہ عدم دلچسپی ممبران کمیٹی فعال کردار ادا نہیں کررہے ہیں۔ لہذا موجودہ قائم شدہ تمام کمیٹیوں کو تحلیل کرکے از سرنو کمیٹیاں باہم مشاورت حزب اقتدار حزب اختلاف تشکیل دی جائیں تاکہ اسمبلی کی جانب سے سپرد کردہ کام خوش اسلوبی سے سرانجام دیا جاسکے۔ اس کی تکمیل کے لئے قائد ایوان کو اختیار دیا جائے کہ وہ از سرنو تشکیل کردہ کمیٹیوں کی ایک ترمیم شدہ فہرست اسپیکر کو جلد از جلد فراہم کرے اور جب تک نئی کمیٹیاں وجود میں نہ آئیں پرانی کمیٹیاں حسب سابق اپنی فرائض سرانجام دیتی رہیں۔

جناب اسپیکر : تحریک پیش ہوئی۔

مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی : مولانا صاحب بھی کبھی کبھی غلطی میں اچھی باتیں بھی کرنے لگتے ہیں تو یہ مولانا صاحب کا سوال بڑا معقول ہے کیونکہ میں خود پبلک

اکاؤنٹس کمیٹی کا ممبر ہوں اور ہمارے اپنے ہی ساتھی اس اہم اسٹینڈنگ کمیٹی کی طرف کوئی توجہ نہیں دے رہے میرے خیال میں یہ بات بہت معقول ہے اور کمیٹیوں میں بھی ایسے ہوں گے لوگوں کی دلچسپی نہیں ہے تو میں اس قرارداد کی پرزور حمایت کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا تحریک کو منظور کیا جائے؟

(تحریک منظور کی گئی)

جناب اسپیکر : قائد ایوان وزراء صاحبان قائد حزب اختلاف ومعزز اراکین اسمبلی کا موسم خزاں کارواں اجلاس جو کہ مورخہ 29/ ستمبر1996ء سے شروع ہوا اور آج اختتام پذیر ہورہا ہے۔ موجودہ پارلیمانی سال کے دوران اسمبلی کی کارکردگی کی بابت عرض ہے کہ اس اسمبلی کا یہ اعزاز ہے کہ اس نے آئینی تقاضا کے مطابق 70 دن پورے کرلئے ہیں۔ جس کے لئے آپ سب مبارک باد کے مستحق ہیں۔ مزید براں موجودہ پارلیمانی سال کے دوران اسمبلی نے سالانہ میزانیہ بابت سال 97-1996ء اور ضمنی میزانیہ بابت سال 96-1995ء کی منظوری دی۔ اسمبلی میں پانچ مسودات قانون پیش اور منظور ہوئے' 9 سرکاری قراردادیں منظور کیں۔ علاوہ ازیں متعدد کمیٹی رپورٹیں اور آڈٹ رپورٹیں بھی ایوان میں پیش ہوئیں۔ اسمبلی نے 12 تحاریک استحقاق اور 33 تحاریک التوا بھی نمٹائیں۔

2- غیر سرکاری اراکین کی جانب سے 32 قراردادیں پیش ہوئیں جن میں سے اسمبلی نے 20 قراردادیں منظور کیں جبکہ 133 سوالات دریافت کئے گئے۔

3- مذکورہ امور کی انجام دہی کے سلسلہ میں مجھے قائد ایوان اور حزب اقتدار نیز حزب اختلاف کے تمام اراکین کا مکمل تعاون حاصل رہا اور تمام اراکین اسمبلی نے نہایت ہی صبر و تحمل سے دوسرے اراکین کو سنا اور مثبت طرز عمل اختیار کیا حزب اختلاف کا رویہ تعمیری رہا یہ سب باتیں پارلیمانی تاریخ میں ایک نیک شگون ہیں اور جمہوریت کے لئے مثبت اقدام ہیں میں تہہ دل سے تمام اراکین اسمبلی کا شکرگزار ہوں

کہ انہوں نے میرے ساتھ مکمل تعاون فرمایا اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی دیگر اسمبلیوں کی طرح بلوچستان صوبائی اسمبلی نے بھی تین پارلیمانی سال بااحسن مکمل کرلئے ہیں جس پر میں آپ سب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

4- میں پریس اور صحافی حضرات کا بھی بے حد ممنون ہوں کہ انہوں نے اسمبلی کی کارروائی کی رپورٹنگ محنت سے انجام دی۔

5- میں تمام محکمہ جات و دیگر اداروں کا بھی شکر گزار ہوں جو اسمبلی اجلاس کے دوران ہمارے ساتھ شریک رہے۔

6- آخر میں میں اسمبلی سیکریٹریٹ کے آفیسران اور عملہ کا بھی بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے دن رات محنت کرکے اسمبلی کی کارروائی کی وقت پر انجام دہی کو یقینی بنایا میں امید کرتا ہوں کہ یہ خوشگوار ماحول آئندہ بھی برقرار رہے گا۔

جناب اسپیکر : اب سیکریٹری اسمبلی گورنر صاحب کا حکم پڑھ کر سنائیں گے۔

Mr. Akhtar Hussain Khan
Secretary Assembly

"ORDER"

"In exercise of the powers conferred on me by clause (b) of Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973, I, Lt. General Imranullah Khan, Governor Balochistan hereby prorogue the Provincial Assembly of Balochistan on ***Thursday the 17th October, 1996,*** *after the session is over."*

Sd/-
(Lt. General Imranullah Khan)
Governor Balochistan.

Quetta, the
11th October, 1996.

AKHTAR HUSSAIN KHAN
Secretary,
Provincial Assembly of Balochistan.

(اسمبلی کا اجلاس ایک بجے دوپہر غیر معینہ مدت تک کے لئے ملتوی ہوگیا)۔